گالیاں بکنے میں اتارو پہلے ہی تھے، بگٹٹ بھی ہو گئے اور اس جمہوری حکومت نے بلوچستان کی اسمبلی انشا غفیل کر دی اور وزیر اعظم کہتی ہیں کہ میں تو اس معاملہ سے بے خبر تھی۔ وزیر اعظم کی یہ بے خبری کیا ان کی اہلیت و قابلیت کی علامت ہے؟ کیا اتنا کہہ دینے سے وزیر اعظم بری الذمہ ٹھہرتی ہیں؟ اگر فی الواقعہ وزیر اعظم اس سے بے خبر ہیں تو انہیں وزارت کا قلمدان تیاگ دینا چاہیئے۔ یہ اتنا سنگین واقعہ اور خوفناک حادثہ ہے کہ اگر ایسا واقعہ برطانیہ میں پیش آتا تو اس کے کافر حکمران استعفیٰ دے دیتے۔ اور اگر وزیر اعظم اس سے بری الذمہ ہیں تو پھر لاہور میں ایڈیٹرز سے ملاقات میں انہوں نے یہ کیوں کہا کہ یہ لوگ میرے پاس آتے رہے اور مجھ سے ملتے رہے، اور کبھی کچھ کہتے کبھی کچھ۔ ایک رات پہلے مجھ سے کہا کہ اسمبلی توڑ دیں میں نے کہا کہ یہ صوبے کا معاملہ ہے آپ خود نمٹائیں۔ اسی کو کہتے ہیں "عذر گناہ بدتر از گناہ"!

پھر وزیر اعظم نے کہا کہ یہ مرکز کے خلاف ایک سازش تھی ــــــ یہ متضاد گفتگو ناپختہ ذہن، ناتجربہ کاری اور نوعمری کی باتیں ہیں جو نااہلی کی واضح صورت ہے۔ صرف الیکشن جیت لینا ہی کوئی کمال نہیں بلکہ جس نظریہ کی بنیاد پر الیکشن جیتا اور حکومت حاصل کی ہے اس نظریہ کی حفاظت سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ موجودہ حکومت کے لئے جمہوریت سب سے بڑا چیلنج ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح ضیاء الحق شہید کے لئے اسلام سب سے بڑا چیلنج تھا۔ ماضی کے تمام حکمرانوں نے پاکستان کے عوام کے ساتھ بہت گھناؤنا سلوک کیا ہے۔ پاکستان پہلے تو مملکتِ خداداد پاکستان کہلایا ــــــ پھر اس کے ساتھ اسلام چپکایا، پھر اس کے گلے میں جمہوریت کا پھندا ڈال دیا ــــــ اور اب پھر جمہوریت کی ڈگڈگی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ اگر موجودہ حکومت پاکستان اور عوام کے ساتھ مخلص ہے تو اس کا اوّلین فرض ہے کہ وہ پاکستان کو کسی ایک شکل میں ڈھال دے: ــــــ پیپلز ری پبلک پاکستان ــــــ اسلامک ری پبلک پاکستان ــــــ مملکتِ اسلامی پاکستان ــــــ

پاکستان دنیا کا وہ واحد بدقسمت ملک ہے جس کے بارے میں آج تک یہی طے نہیں ہو سکا کہ کس نظریہ و فکر کا پاکستان ہے؟ ــــــ اور یہ سلوک وہی لوگ کر رہے ہیں جو اس بات کے مدعی ہیں کہ "ہم پاکستان کے ہیں اور پاکستان صرف ہمارا ہے" ــــــ

موجودہ حکومت اخلاص و محبت کی روشنی اپنے عہدِ اقتدار میں اگر محسوس کرتی ہے تو عوام کو بھی ایک ہی نظریہ و فکر دے۔ تضاد اور دوغلے پن سے نجات دلائے ــــــ ہو سکتا ہے وہ کچھ کر گزرے مگر آثار اچھے دکھائی نہیں دیتے۔

ع : دستِ قاتل میں ہے تلوار، خدا خیر کرے!

علامہ نصیر الاجتہادی کے نام کھلا خط

خادم حسین شیخ
ملتان

آہ! بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

تیرے الفاظ و معانی سے سبھی واقف ہیں
خواہ کسی رنگ میں گلریزی و گلباری کر

روزنامہ جنگ لاہور کی اشاعت ۳۰ نومبر ۱۹۸۸ء میں "جنگ نیوز" کے حوالے سے کراچی سے ذاکر علامہ سید نصیر اجتہادی کا بیان چھپا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ :

"مسلم مملکت میں عورت کا سربراہ ہونا کوئی نئی بات نہیں۔ اس سے پہلے بھی مسلم مملکت میں عورتیں سربراہِ مملکت رہی ہیں۔ ملکہ شجرتلدر جو خلیفہ عبدالعزیز کی صاحبزادی تھیں .... منبروں پر ان کے خطبے پڑھے گئے .... اسی طرح رضیہ سلطانہ ملکۂ ہند بنیں ...... اور کسی عالم نے اعتراض نہیں کیا ..... اسی طرح ملکہ یمن فاطمہ بھی حکمران رہیں۔ ابھی حال ہی میں محترمہ فاطمہ جناح مرحومہ کی صدارت میں پیش پیش جید علماء تھے ...... ہمارے ملک کا قانون اجازت دیتا ہے کہ عورت انتخاب میں حصہ لے سکتی ہے تو اکثریت کے بل بوتے پر وزیر اعظم کیوں نہیں ہو سکتی۔
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ تم پر ایک حبشی جس کا سر کشمش جیسا ہو، حاکم بن جائے تو اس کی اطاعت کرو، تو جب ایک اَن پڑھ بدو حبشی کی اطاعت کی جا سکتی ہے تو ایک دانا بینا فرزانہ، بے مثال، بے نظیر عورت کی اطاعت کیوں نہیں ہو سکتی۔"

علامہ صاحب! بات تو اسلام کے حوالے سے نظریاتی سلطنت کی سربراہی کی ہو رہی ہے اور آپ مثالیں دینے چلے ہیں ملکۂ یمن اور خلیفہ عبدالعزیز کی صاحبزادی کی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مقابلے میں کوئی عربی ہو یا عجمی، پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے مولانا مودودی، مولانا اشرف علی تھانوی، علامہ طبری، ان سب کی حیثیت کیا ہے؟ آپ ان سب

کی باتوں کو سند قرار دیتے ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں آپ کے نزدیک مسترد اور متروک ہیں یا آپ کے نزدیک کسی بات کے سند ہونے کا معیار اُلٹا ہے کہ اپنے مخالف کی بات آپ بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی بات آپ کے لئے سند نہیں۔

آپ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور سے لے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما تک کی کوئی مثال دیجئے کہ کسی عورت کو سربراہِ سلطنت تو کُجا، کہیں چھوٹا سا عُہدہ ہی دیا گیا ہو۔ یمن کی ملکہ کے مقابلے میں آپ کو کاشانۂ نبوّت کی ملکہ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کیوں یاد نہیں آتیں؟ جن کے بارے میں (مسامرہ فی العقائد کے حوالے سے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اگر خلافت عورتوں میں چلتی تو حضرت عائشہؓ اس کی اہل تھیں۔"

یا آپ کے اپنے عقائد میں اگر عورت کی اِمامت اور سربراہی کا کوئی تصوّر موجود ہوتا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلی امام ہوتیں کہ وراثت داماد سے نہیں اُولاد سے چلتی ہے۔

سیّد صاحب! آپ رضیہ سلطانہ کی بات تو کرتے ہیں، اُس اُم المومنین کی بات کیوں نہیں کرتے جنہیں ایک نابینا صحابی (حضرت عبداللہ ابن اُمِ مکتومؓ) کے سامنے آنے سے روک دیا گیا تھا، یعنی عورتوں کا مَردوں کے ساتھ گھُل مِل کر کام کرنا تو کُجا غیر محرم نابینا مَرد کے سامنے بھی نہیں آسکتیں۔

پھر آپ محترمہ فاطمہ جناح کی مثال دیتے ہیں، فاطمہؓ بنتِ محمدؐ کی مثال کیوں نہیں دیتے کہ حضرت فاطمہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں اُٹھایا جائے کہ میرے جنازہ پر بھی غیر محرم مرد کی نظر نہ پڑے۔ نبیؐ کی بیٹی نے تو مَرنے کے بعد بھی مَردوں سے اِختلاط گوارا نہیں کیا چہ جائیکہ زندگی میں کوئی عورت آزادانہ طور پر مَردوں کے دوش بدوش آنچل لہراتی اور بَل کھاتی پھرے۔

انٹرنیشنل جعفاری پروفیسر وارث میر کی طرح کیا آپ بھی اُس زمانے کی خواتین حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت اسماءؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ اور حضرت سکینہؓ کو "آدھی عورت" تصوّر کرتے ہیں اور اس نام نہاد مُہذّب دَور کی ٹی وی اناؤنسر مہتاب اکبر راشدی جو پردے جیسے قطعی حکم سے انکار پر بار بار اصرار کرکے خدا کے خوف کو آگ دکھا رہی ہے یا ٹی وی کے پروگرام "الھدیٰ" کے خلاف مظاہرہ کرنے والی بیگمات کی سربراہ بیگم صغریٰ رحیم یا پیدائشی حیا باختہ ننگی شاعرہ فہمیدہ ریاض جیسی عورتوں کو "مکمل" سمجھتے ہیں یا پھر آپ اُس پاکیزہ دَور کی مُقدّس خواتین کے مقابلے میں آج کی مادر پدر آزاد عورت کو زیادہ ذہین و فطین گردانتے ہیں یا یہ بات

تسلیم کیجئے کہ حضرت علیؓ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آپ اور آپ جیسے دوسرے علامہ فہامہ زیادہ سمجھ دار ہیں کہ اُن پر تو عورت کی قابلیت نہ کھل سکی اور آپ کے "اِلقا" ہو گیا کہ اِسلام میں عورت بھی امام اور سربراہ ہو سکتی ہے۔

اِجتہادی صاحب! ایک موقع پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہیں جا رہے تھے، آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بعد عورتوں اور بچوں پر نگران مقرر کیا۔ کیا آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا کسی اور مُسلم خاتون کو نگران مقرر نہیں کر سکتے تھے کہ حضرت علیؓ بھی آپ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کر لیتے؟ اور اِسی حوالے سے علامہ صاحب! آپ قرآن پاک کے حکم: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاۤءِ کی وضاحت بغیر کسی تاویل وہیر پھیر کے فرمانا پسند کریں گے کہ ایک جرمن اخبار کے مطابق: "بینظیر نے اللہ میاں کو (دفعتاً) شکست دے دی ہے" (معاذ اللہ) یا اِس آیت کا اطلاق اِسلامی معاشرے کے لئے ہے پاکستانی معاشرے کے لئے نہیں؟۔

ظاہر ہے کہ نبیؐ کی نظر میں مَرد کے مقابلے میں عورت نگران کا بہتر کام نہیں کر سکتی تھی، آپ نے فرمایا:

"وُہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس کی زمامِ اقتدار کسی عورت کے ہاتھ میں ہو"

(معاف کرنا اِس کامیابی سے مُراد دُنیا و آخرت دونوں کی کامیابی ہے)۔

"جب تمہارے امور عورتوں کے ہاتھ میں چلے جائیں تو تمہارے لئے زمین کے ظاہر سے زمین کا پیٹ بہتر ہے" (الحدیث)

عورت ناقص العقل ہے، متلوّن مزاج ہے، بدلتی رہتی ہے، صبح کچھ، شام کچھ، خلافت کیلئے حضرت آدم کو پیدا کیا گیا تھا حضرت حوّا کو نہیں۔

فرشتوں سے سجدہ حضرت آدم کو کرایا گیا تھا حضرت حوّا کو نہیں۔

عورت ناقص الدین ہے۔ تعویذ گنڈوں، جادو ٹونے کے لئے عورتوں کی قطاریں نظر آئیں گی، مَردوں کی نہیں وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ (اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والی عورتوں کی شر سے) میں عورتیں مُراد ہیں مَرد نہیں۔ یُوسف علیہ السلام پر تہمت کے واقعہ میں قرآن نے کہا: اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ "تم عورتوں کا مکر بہت زبردست ہے"۔ سوا لاکھ نبیوں میں ایک بھی عورت نہ تھی سب مَرد تھے۔

اِجتہادی صاحب! کیا یہاں آپ یہ کہیں گے کہ خداوند کریم میں طاقت نہ تھی کہ نبیوں جیسے اوصاف

والی کوئی عورت پیدا کر سکتا ؟۔

قرآن مجید میں دُنیائے اِنسانیت کو بنی آدم کے نام سے پکارا گیا ہے، بنی حوّا سے نہیں۔ آپ کی بیان کردہ حدیث میں سربراہ کے لئے حبشی کا لفظ ہے حبشن کا نہیں۔ عورت محرم کے بغیر حج وعمرہ نہیں کر سکتی۔ عورت جنازہ نہیں پڑھ سکتی۔ عورت اَذان نہیں دے سکتی کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ نکاح کے لئے ولی کا مرد ہونا لازمی ہے، عورت کسی کی ولی نہیں بن سکتی۔

"اگر مرد گواہ نہ ہو تو ایک مرد اَور دو عورتوں کی گواہی ہو تاکہ ایک بھُول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے" (بقرہ: ۲۸۲)

اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو جو فضیلت دی ہے وُہ کسی مرد کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ عورت کی تخلیق کا مقصد انسان کی تکثیر اور اس کی تعلیم و تربیت و پرورش ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے۔ نیک عورت خدا کا بہترین عطیہ ہے۔ جس گھر میں تعلیم یافتہ اور نیک ماں ہے وُہ گھر انسانیت اَور اعلیٰ تہذیب کی یونیورسٹی ہے۔ اچھی عادات والی نیک اور پارسا عورت اگر فقیر کے گھر میں بھی ہو تو اُسے بھی بادشاہ بنا دیتی ہے۔ عورت قابلِ احترام ہے کہ اُس نے نبیوں اور ولیوں کو جنم دیا ہے۔ جنّت ماں کے قدموں تلے ہے۔ رسولِ پاکؐ نے تین دفعہ ماں کی خدمت کی تاکید فرمائی ہے اَور چوتھی دفعہ باپ کی۔

مرد اور عورت، دونوں میں کسی کی بھی اہمیت کم نہیں۔ ہاں عورت و مرد کا دائرۂ عمل مختلف ہے۔ جس طرح مرد عورتوں کے طبعی فرائض پُورے نہیں کر سکتا اِسی طرح عورت کی طاقت میں نہیں کہ وہ مردوں کے تمدّنی مشاغل میں حصّہ لے سکے۔ عورت کو جہادِ زندگی میں مردوں کے دوش بدوش کر دیا جائے تو وُہ اپنی نسوانیت کھو دے گی اَور یہ ایک ایسا نقصان ہوگا جس کی تلافی ممکن نہیں۔

باقی رہی آپ کے بیان کی یہ بات کہ اُن دنوں کسی عالم نے کوئی اعتراض نہ کیا، اِس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر کوئی عالم گونگا شیطان بن جائے تو بُرائی بُرائی نہیں رہتی نیکی بن جاتی ہے۔ اور علامہ صاحب! کسی دور کے دو چار علمار کی غلطی قانون کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ اَیسے علمار کے مقابلے میں تو موجودہ اسمبلی کی ایک عورت رُکن (آمنہ بی بی) ہی اچھی جس نے عورت کی سربراہی کے خلاف اسمبلی سے واک آؤٹ تو کیا جبکہ آپ اَیسے کئی منقار زیرپر علمارِ سُو کی خاموشی کی وجہ سے نائٹ کلبوں، ہوٹلوں میں جشن کے نام پر ایک تیسری جنس شراب پی کر غل غپاڑہ کرتی رہی، ناچتی رہی، تھرکتی رہی اور نعرے لگاتی رہی "مولوی ٹھاہ"! "بانگا ٹھاہ"! "مُلّاں ٹھاہ"! اَور نام نہاد علمار کے کان پر جُوں تک نہ رینگی۔ انہیں علمار کے نام پیغام ہے کہ ؎

خُلد میں اِن پری زادوں سے لینا اِنتقام
اِن دنوں بہتر ہے اِن سے جُوتیاں کھاتے رہو

اِجتہادی صاحب ! آپ نے کہا ہے کہ حدیث کے مُطابق "حبشی بھی تمہارا حاکم ہو تو اُس کی اطاعت کرو" اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک صحابی کا مقابلہ آج کے فاسق وفاجر انسان سے کر رہے ہیں۔ گویا یہاں بھی آپ اپنی رافضیت کا مظاہرہ کرنے سے نہیں چُوکے کہ صحابہ کرامؓ کے خِلاف ژاژ خائی آپ کا پُرانا شیوہ ہے یا آپ لوگوں کو یہ دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ اِسلام میں سربراہ کا کوئی معیار نہیں ہوتا اور اگر آپ کا یہ ایمان ہے کہ رسولِ کریم کا یہ فرمان ہر دور کے لئے ہے اور اس فرمان کا اطلاق بلا تمیز ایک اطاعت شعار مسلمان اور ایک فاسق وفاجر، ہر ایک پر برابر ہوتا ہے تو کیا آپ درجِ ذیل سوالوں کا جواب مرحمت فرمائیں گے کہ اس حدیث کی موجودگی میں :

۱ : آپ کے آقائے ولی نعمت " خمینی " نے شاہِ ایران کی اطاعت کیوں نہ کی ؟

۲ : یزید (ایک تابعی) کو جب بائیس صُوبوں کے مُسلمانوں نے اپنا حاکم بنا لیا تھا تو اُس وقت حضرت حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس حدیث پر عمل کیوں نہ کیا ؟

۳ : خود آپ اور آپ کی جماعت کے لوگوں نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہیدؒ کی اطاعت کیوں نہ کی ؟

علّامہ صاحب ! آپ کا یہ بیان پڑھ کر یُوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک غلط بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے پاکستانی عوام کو بدّھو بنا کر مذموم حیلہ گری سے کام لے رہے ہیں۔ جو کچھ آپ ہیں اور جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں صاف کیوں نہیں کہتے ؎

صاف چُھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
کیا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

علّامہ صاحب ! مُروّجہ نظامِ ریاست سراسر اسلام کے خِلاف ہے۔ جمہوریت میں طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں جب کہ اسلام میں طاقت کا سرچشمہ اَللّٰہ تعالیٰ ہے۔ اِسلام میں جمہوریت نام کی کوئی خباثت نہیں۔ یہ تو ساری دُنیا کو اپنے جال میں پھنسائے رکھنے کے لئے یہُودیوں کا خوبصورت فریب ہے جس میں (ون مین ون ووٹ) ہر ایرہ غیرہ کو رائے دینے کا حق دیا گیا ہے۔ ایک چھوٹے سے گھر میں اگر کوئی نالائق ہو تو اُس سے رائے لینا ضروری نہیں سمجھا جاتا مگر جمہوریت میں ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کے لئے پروفیسر، اساتذہ، ڈاکٹر، انجینئر، سکالر، جج